JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 17, Issue: 02, January – Jun 2024

OPEN ACCESS
JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

بین الممالک سفارتی تعلقات کے نبوی ﷺ اسالیب واصول

The Prophetic ﷺ Methods and Principles of Diplomatic Relations between Nations

Umer Yousaf*
Lecturer, Department of Arabic and Islamic studies, The University of Lahore (UOL), Lahore, Pakistan

Qurratul Ain **
Government Associate College for Women Basirpur, Tehsil Dipalpur, District Okara, Pakistan

ABSTRACT

In the realm of inter-state diplomatic relations, the methodologies and principles underlying embassy-level interactions have long been subjects of scholarly inquiry. This article delves into the nuanced examination of hospitality as demonstrated by leaders of delegations during the era of the Prophet Muhammad (peace be upon him), within the framework of his prophetic covenant. Through a meticulous analysis of historical narratives and accounts, it endeavors to shed light on the sociological dimensions inherent in these diplomatic encounters. Central to this investigation is the recognition of hospitality not merely as a cultural artifact but as a deeply ingrained societal value, serving as a catalyst for fostering mutual respect, cooperation, and diplomacy. The exemplary conduct of the Prophet Muhammad in hosting delegations serves as a pivotal case study, elucidating the significance of hospitality in building bridges and fostering understanding among diverse communities. Furthermore, the reciprocity observed in these interactions underscores the importance of mutual respect and generosity in cultivating bonds of trust and solidarity. This study aims to contribute to the academic discourse on diplomatic sociology by providing insights gleaned from historical precedents, which hold relevance for contemporary diplomatic practices. In essence, it seeks to underscore the enduring significance of hospitality as a cornerstone of inter-state relations, offering valuable lessons for navigating the complexities of modern diplomatic engagement.

Keywords:*Inter-State, Diplomatic Relations, Hospitality, Methods and Principles, Societal Implications*

CC BY

تمہیدی مباحث

عہد نبوی ﷺ میں وفود سرداران کی مہمان نوازی نے ابتدائی اسلامی معاشرت میں سفارت کاری اور بین الثقافتی تعلقات کو فروغ دیا۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا مثالی طرز عمل باہمی احترام، سخاوت، اور سماجی ہم آہنگی کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔ یہ مطالعہ معاصر معاشروں کے لیے افہام وتفہیم اور تعاون کے قابل قدر اسباق پیش کرتا ہے۔

1. نبی ﷺ کی خاطر تواضع کے خصائص

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آنے والے وفود اور سرداروں کے استقبال اور مہمان نوازی کو بہت زیادہ اہمیت حاصل تھی۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے غیر معمولی آداب، حسن سلوک اور مہمانوں کے گرمجوشی سے استقبال کے لیے جانے جاتے تھے، چاہے ان کا پس منظر یا حیثیت کچھ بھی ہو۔ انہوں نے مثبت تعلقات کو فروغ دینے، تنازعات کو حل کرنے اور اسلام کے پیغام کو پھیلانے میں مہمان نوازی کی اہمیت کو سمجھا۔[1]

2. استقبال کرنا

جب کوئی وفد یا سردار مدینہ منورہ یا کسی دوسری جگہ پہنچتا جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رہتے تھے تو آپ ﷺ خود ان کے استقبال کے لیے جاتے تھے۔ وہ مسکراتے ہوئے چہرے، مضبوط مصافحہ، اور حقیقی احترام کے ساتھ ان کا استقبال کرتے۔ حضور ﷺ اکثر ان کی خیریت دریافت کرتے، اس بات کو یقینی بناتے کہ وہ آرام دہ ہوں اور ان کے پاس ہر چیز موجود ہو۔[2]

3. رہائش فراہم کرنا

اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم وفد یا سربراہ کے قیام کے لیے مناسب جگہ تفویض کریں گے، اس بات کو یقینی بناتے ہوئے کہ ان کی رہائش آرام دہ اور مناسب ہو۔ وہ انہیں خوراک، پانی اور دیگر ضروریات فراہم کرتے، اس بات کو یقینی بناتے ہوئے کہ ان کی جسمانی ضروریات پوری ہوں۔ مہمانوں کو ان کے قیام کے دوران قابل قدر اور عزت کا احساس دلایا گیا۔[3]

4. ان سے بات چیت کرنا

حضور ﷺ اپنا وقت دورہ کرنے والے وفود اور سرداروں کے ساتھ مشغول رہنے، ان کے مسائل کو غور سے سننے اور ان سے حکمت اور شفقت سے خطاب کرنے کے لیے وقف کرتے تھے۔ وہ تعمیری بات چیت، اہمیت کے حامل امور پر تبادلہ خیال اور پرامن حل کے لیے کوشاں رہیں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارت کاری اور انصاف پسندی نے زائرین کے ذہنوں پر گہرا اثر چھوڑا، خیر سگالی کو فروغ دیا اور مضبوط رشتوں کو قائم کیا۔

5. شعور و آگہی دینا

حضور ﷺ کی مہمان نوازی مادی اشیاء سے بڑھ کر تھی۔ وہ اپنے مہمانوں کے ساتھ اسلام کی تعلیمات بھی بانٹتے، انہیں توحید، سماجی انصاف اور ہمدردی کے اصولوں سے روشناس کراتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل نے اسلام کی اقدار کی مثال دی، اور ان کے مہمانوں نے خود ان اصولوں کو اپنے عمل میں دیکھا۔[4]

6. اسلام کی دعوت دینا

آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آنے والے وفود اور سرداروں کا استقبال اور مہمان نوازی اسلام کے پیغام کو پھیلانے کے لیے ایک طاقتور ہتھیار کے طور پر کام کرتی ہے۔ انہوں نے اسلامی آداب، اخلاقیات اور اقدار کی خوبصورتی کو ظاہر کیا، مختلف پس منظر سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو مذہب قبول کرنے کی طرف راغب کیا۔ مہمانوں کے ساتھ پیغمبر کے مثالی سلوک نے ان لوگوں پر انمٹ نقوش چھوڑے جنہیں آپ کی میزبانی کا شرف حاصل تھا، اور یہ آج بھی مسلمانوں کو آپ کی مہمان نوازی کے عظیم نمونے کی پیروی کرنے کی ترغیب دے رہا ہے۔[5]

01: عمدگیِ استقبال کا سفارتی پہلو

عمدگیِ استقبال کا سفارتی پہلو اس بات کا مظہر ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بین الاقوامی تعلقات میں اعلیٰ ترین اخلاقی اصولوں کو اپنایا۔ سفیروں کو عزت و احترام دینا، ان کی باتیں غور سے سننا بین المالک تعلقات میں مثبت روابط کی بنیاد رکھتا ہے۔۔

ابوجمرہ کہتے ہیں کہ میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا کرتا تھا وہ مجھ کو خاص اپنے تخت پر بٹھاتے (ایک دفعہ) کہنے لگے کہ تم میرے پاس مستقل طور پر رہ جاؤ میں اپنے مال میں سے تمہارا حصہ مقرر کر دوں گا۔ تو میں دو ماہ تک ان کی خدمت میں رہ گیا۔ پھر کہنے لگے کہ عبد القیس کا وفد جب آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے پوچھا کہ یہ کون سی قوم کے لوگ ہیں یا یہ وفد کہاں کا ہے؟ انھوں نے کہا کہ ربیعہ خاندان کے لوگ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرحبا اس قوم کو یا اس وفد کو نہ ذلیل ہونے والے نہ شرمندہ ہونے والے (یعنی ان کا آنا بہت خوب ہے) وہ کہنے لگے اے اللہ کے رسول! ہم آپ کی خدمت میں صرف ان حرمت والے مہینوں میں آسکتے ہیں کیونکہ ہمارے اور آپ کے درمیان مضر کے کافروں کا قبیلہ آباد ہے۔ پس آپ ہم کو ایک ایسی قطعی بات بتلا دیجئیے جس کی خبر ہم اپنے پچھلے لوگوں کو بھی کر دیں جو یہاں نہیں آئے اور اس پر عمل درآمد کر کے ہم جنت میں داخل ہو جائیں اور انھوں نے آپ سے اپنے برتنوں کے بارے میں بھی پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چار باتوں کا حکم دیا اور چار قسم کے برتنوں کو استعمال میں لانے سے منع فرمایا۔ ان کو حکم دیا کہ ایک اکیلے خدا پر

ایمان لاؤ۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ جانتے ہو ایک اکیلے خدا پر ایمان لانے کا مطلب کیا ہے؟ انھوں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی کو معلوم ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ حضرت محمد اس کے سچے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا اور مال غنیمت سے جو ملے اس کا پانچواں حصہ (مسلمانوں کے بیت المال میں) داخل کرنا اور چار برتنوں کے استعمال سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع فرمایا۔ سبز لاکھی مرتبان سے اور کدو کے بنائے ہوئے برتن سے، لکڑی کے کھودے ہوئے برتن سے، اور روغنی برتن سے اور فرمایا کہ ان باتوں کو حفظ کر لو اور ان لوگوں کو بھی بتلا دینا جو تم سے پیچھے ہیں اور یہاں نہیں آئے ہیں۔

رسول اللہ علیہ وسلم نے حدیث جبرئیل علیہ السلام (مذکورہ سابقہ) میں اسلام کی جو تفسیر بیان فرمائی وہی تفسیر آپ نے وفد عبد القیس کے سامنے ایمان کی فرمائی۔ پس یہ دلیل ہے کہ اشیاء مذکورہ جن میں مال غنیمت سے خمس ادا کرنا بھی ہے یہ سب اجزاء ایمان سے ہیں اور یہ کہ ایمان کے لیے اعمال کا ہونا لابدی ہے۔ مرجیہ اس کے خلاف ہیں۔ (جو ان کی ضلالت وجہالت کی دلیل ہے)۔

جن برتنوں کے استعمال سے آپ نے منع فرمایا ان میں عرب کے لوگ شراب رکھا کرتے تھے۔ جب پینا حرام قرار پایا تو چند روز تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان برتنوں کے استعمال کی بھی ممانعت فرمادی۔[6]

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے وفد عبد القیس کو خوش آمدید کہا، انہیں بنیادی اسلامی تعلیمات دیں، مخصوص برتنوں کے استعمال سے منع کیا اور انہیں تاکید کی کہ یہ تعلیمات اپنے پیچھے رہنے والوں تک پہنچائیں۔

02: آؤ بھگت اور تواضع کا سفارتی پہلو

وفد بنو ہوازن بھی نبی ﷺ کے پاس بطور سفیر قوم آئے۔ آپ ﷺ نے ان کو خوش آمدید کہا اور ان کی خاطر تواضع کا پورا اہتمام کیا۔ نبوی تعاملات کی یہ جھلک ذیل کی روایت سے نمایاں ہے۔

مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (غزوہ حنین کے بعد) جب قبیلہ ہوازن کا وفد مسلمان ہو کر حاضر ہوا تو انہوں نے درخواست کی کہ ان کے مال و دولت اور ان کے قیدی انہیں واپس کر دیئے جائیں۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے زیادہ سچی بات مجھے سب سے زیادہ پیاری ہے۔ تمہیں اپنے دو مطالبوں میں سے صرف کسی ایک کو اختیار کرنا ہو گا، یا قیدی واپس لے لو، یا مال لے لو، میں اس پر غور کرنے کی وفد کو مہلت بھی دیتا ہوں۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف سے واپسی کے بعد ان کا (جعرانہ میں) تقریباً دس رات تک انتظار کیا۔ پھر جب قبیلہ ہوازن کے وکیلوں پر یہ بات واضح ہو گئی کہ آپ ان کے مطالبہ کا صرف ایک ہی حصہ تسلیم کر سکتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ

ہم صرف اپنے ان لوگوں کو واپس لینا چاہتے ہیں جو آپ کی قید میں ہیں۔ اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو خطاب فرمایا۔ پہلے اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق حمد وثنا بیان کی، پھر فرمایا، امابعد! یہ تمہارے بھائی توبہ کر کے مسلمان ہو کر تمہارے پاس آئے ہیں۔ اس لیے میں نے مناسب جانا کہ ان کے قیدیوں کو واپس کر دوں۔ اب جو شخص اپنی خوشی سے ایسا کرنا چاہے تو اسے کر گزرے۔ اور جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کا حصہ باقی رہے اور ہم اس کے اس حصہ کو (قیمت کی شکل میں) اس وقت واپس کر دیں جب اللہ تعالیٰ (آج کے بعد) سب سے پہلا مال غنیمت کہیں سے دلا دے تو اسے بھی کر گزرنا چاہئے۔ یہ سن کر سب لوگ بولے پڑے کہ ہم بخوشی رسول کریم صلی الہ علیہ وسلم کی خاطر ان کے قیدیوں کو چھوڑنے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس طرح ہم اس کی تمیز نہیں کر سکتے کہ تم میں سے کسی نے اجازت دی ہے اور کس نے نہیں دی ہے۔ اس لیے تم سب (اپنے اپنے ڈیروں میں) واپس جاؤ اور وہاں سے تمہارے وکیل تمہارا فیصلہ ہمارے پاس لائیں۔ چنانچہ سب لوگ واپس چلے گئے۔ اور ان کے سرداروں نے (جو ان کے نمائندے تھے) اس صورت حال پر بات کی پھر وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو بتایا کہ سب نے بخوشی دل سے اجازت دے دی ہے۔[7]

بین الاقوامی اور خارجی سفارتی تعلقات کے تناظر میں یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ ایک عمدہ ڈپلومیٹک تعلق کے لیے سفراء کے لیے یہ اہتمامات کس قدر اہمیت کے حامل ہیں۔

03: تناؤ اور عداوت کے باوجود تعامل میں تحمل کا سفارتی پہلو

چونکہ انسان اپنے اپنے مزاج کے مطابق تعامل کرتے ہیں اور وسیع تناظر میں یہ چیز اقوام میں بھی پائی جاتی ہے۔ اگر نمائندہ یا سفیر قوم کوئی نامناسب حرکت کا ارتکاب کرے تو ضروری ہے کہ عمدگی ِ معاملات کے لیے کمال تحمل کا مظاہرہ کیا جائے۔

عمران بن حصین نے بیان کیا کہ بنو تمیم کے چند لوگوں کا (ایک وفد) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ان سے فرمایا اے بنو تمیم! بشارت قبول کرو۔ وہ کہنے لگے کہ بشارت تو آپ ہمیں دے چکے، کچھ مال بھی دیجئے۔ ان کے اس جواب پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر ناگواری کا اثر دیکھا گیا، پھر یمن کے چند لوگوں کا ایک (وفد) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ان سے فرمایا کہ بنو تمیم نے بشارت نہیں قبول کی، تم قبول کر لو۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم کو بشارت قبول ہے۔

افادات: آنحضرت اکی ناراضگی کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے جنت کی دائمی نعمتوں کی بشارت کو قبول نہ کیا اور دنیاء دنی کے طالب ہوئے۔ حالانکہ وہ اگر بشارت نبوی کو قبول کر لے تے تو کچھ نہ کچھ دنیا بھی مل ہی جاتی مگر خسر الدنیا والآخرۃ کے مصداق ہوئے۔

یمن کی خوش قسمتی ہے کہ وہاں والوں نے بشارت نبوی کو قبول کیا۔ اس سے یمن کی فضیلت بھی ثابت ہوئی، مگر آج کل کی خانہ جنگی نے یمن کو داغدار کر دیا ہے۔ اللھم الف بین قلوب المسلمین، آمین۔ بنو تمیم سارے ہی ایسے نہ تھے یہ چند لوگ تھے جن سے یہ غلطی ہوئی باقی بنو تمیم کے فضائل بھی ہیں جیسا کہ آگے ذکر آرہا ہے۔[8]

درج بالا سطور اس بات کی عکاس ہیں کہ تحمل کا مظاہرہ جہاں بدمزگی سے بچاتا ہے وہیں پر مدمقابل پر اچھے اثرات چھوڑتا ہے۔ اس لیے بطور نمائندہ ریاست دوسری اقوام سے تعامل میں اس نبوی سنت کو مدنظر رکھنا ازحد ضروری ہے۔

04: نامساعدہ حالات میں اہتمام کا غیر معمولی سفارتی اصول

عمومی حالات و معاملات کے اہتمامات کے علاوہ اگر کوئی استثنائی صورت پیش آتی ہے تو اس صورت میں اہتمام بھی غیر معمولی ہو گا۔ جیسے کہ سفراء کو کوئی آفت یا مصائب پہنچنے پر ان کو بوجھ خیال کرنے کی بجائے خدمت کو فریضہ سمجھنا۔۔

> عمرو بن شرید نے اپنے والد سے روایت کی، کہا: ثقیف کے وفد میں کوڑھ کا ایک مریض بھی تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پیغام بھیجا: "ہم نے (بالواسطہ) تمھاری بیعت لے لی ہے، اس لیے تم (اپنے گھر) لوٹ جاؤ۔"[9]

یہ روایت نبوی سفارتی اصول کو بڑی صراحت کے ساتھ واضح کر رہی ہے۔ مزید برآں معاصر اقوام و ملل کے لیے ایک زریں اصول بھی ثابت ہو رہی ہے۔

05: احسن صورت میں تبادلہ خیال کا نبوی سفارتی اصول

ذیل کی روایت اس اصول کو واضح کر رہی ہے کہ نبی ﷺ نے سفیر و نمائندگان کے ساتھ تعامل کرتے ہوئے کیسا احسن تبادلہ خیال فرمایا:

> حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ثقیف کے وفد نے نبی ﷺ سے پوچھا، اور کہا: ہمارا علاقہ ایک ٹھنڈا علاقہ ہے تو غسل کیسے ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لیکن میں، میں تو اپنے سر پر تین بار پانی بہاتا ہوں۔''[10]

معاملات دیکھنا سننا اور پھر مسائل کا حل نکالنا مندرجہ بالا روایت سے بڑے عمدہ انداز سے سمجھا جا سکتا ہے۔

06: قبولِ ہدیہ اور تعامل کے نبوی ﷺ منہج کا سفارتی پہلو

تحائف کا تبادلہ اور وقت دینے کا عنصر عام انسانی زندگی میں بھی بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ جہاں عام انسانی زندگی میں اس کی ااہمیت ہے وہیں پر سفارتی پہلو میں بھی یہ اتنی ہی معنویت رکھتا ہے۔ جیسے کہ روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ:

> بنو ثقیب کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کے ساتھ تحفے تحائف بھی تھے۔ آپ نے فرمایا: "یہ تحفہ ہیں یا صدقہ؟ اگر تحفے ہیں تو ان سے رسول اللہ ﷺ کی رضا مندی مقصود ہو گی اور اپنا کوئی مقصد پورا کرنا مطلوب ہو گا اور اگر صدقہ ہیں تو اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی مقصود ہو گی۔" انہوں نے کہا: یہ تحفے ہیں۔ آپ نے ان سے تحائف قبول فرمائے اور ان کے ساتھ تشریف فرما ہو گئے تھے۔ آپ ان سے حال احوال پوچھتے تھے' وہ آپ سے پوچھتے رہے' حتیٰ کہ آپ نے ظہر کی نماز عصر کے ساتھ پڑھی۔[11]

اس سے یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ ہدایا تحائف اور وقت گزاری سفارتی پہلو میں اپنانا گوناگوں فوائد کا سبب اور سنت نبوی ﷺ ہے۔

07: تکمیل احتیاجات کا نبوی سفارتی اسلوب

ضروریات انسانی زندگی کا خاصہ ہے۔ جہاں ضروریات کی تکمیل عام معاشرتی روش ہونی چاہیے وہیں پر بدرجہ اعلی یہ سفارتی پہلو میں بھی پائی جانی چاہیے۔ جیسے کہ ذیل میں سمجھا جاسکتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن سعدیؓ نے فرمایا:

> ہم ایک وفد کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے میرے ساتھی (اپنی اپنی باری پر) داخل ہوئے آپ نے ان کی مطلوبہ حاجتیں پوری کیں میں سب سے آخر میں داخل ہوا۔ آپ نے فرمایا: "تجھے کیا کام ہے؟' میں نے کہا! اے اللہ کے رسول ﷺ! ہجرت کب ختم ہو گی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تک کافروں سے لڑائی جاری ہے' ہجرت ختم نہ ہو گی۔[12]

مندرجہ بالا روایت بڑی صراحت کے ساتھ اپنے موضوع پر دال ہے۔ اور ایک عمدہ سفارتی اصول فراہم کرتی ہے۔

08: تکمیل ضروریات کا نبوی ﷺ سفارتی اسلوب

تکمیل ضروریات کا پہلو کس قدر خوبی اور عمدگی کے ساتھ تعاملِ نبوی ﷺ میں دیکھا جاسکتا ہے۔ جیسے کہ ذیل کی حدیث میں تفصیلات ہیں۔

حضرت عبداللہ بن سعدیؓ نے فرمایا: ہم ایک وفد کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے میرے ساتھی (اپنی اپنی باری پر) داخل ہوئے آپ نے ان کی مطلوبہ حاجتیں پوری کیں میں سب سے آخر میں داخل ہوا۔ آپ نے فرمایا: "تجھے کیا کام ہے؟" میں نے کہا! اے اللہ کے رسول ﷺ! ہجرت کب ختم ہو گی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تک کافروں سے لڑائی جاری ہے، ہجرت ختم نہ ہو گی۔[13]

مندرجہ بالا روایت بڑی صراحت کے ساتھ اپنے موضوع پر دال ہے۔ اور ایک عمدہ سفارتی اصول فراہم کرتی ہے۔

09: تواضع بصورت ضیافہ نبوی گھرانے میں اہتمامات

نمائندگانِ اقوام کے لیے کس قدر اہتمام ہوتا ہے کہ اس کام کے لیے نبوی ﷺ گھرانے کو ہی بروئے کار لایا جاتا ہے۔ جیسے کہ ذیل کی حدیث میں ہے۔

سیدنا لقیط بن صبرہ کہتے ہیں ک قبیلہ بنی منتفق کا جو وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تھا، میں اس کا سردار تھا یا ایک فرد۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو ہم نے آپ ﷺ کو گھر میں نہ پایا۔ ہم نے ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ کو پایا۔ انہوں نے ہمارے لیے « خزیرۃ » بنانے کا حکم دیا اور وہ ہمارے لیے بنا دیا گیا۔ پھر ہمارے سامنے ایک کھجوریں بھرا طبق لایا گیا، قتیبہ نے لفظ « قناع » نہیں بولا۔ اور « قناع » ایسے طبق کو کہتے ہیں جس میں کھجوریں ہوں۔ پھر رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لے آئے اور دریافت فرمایا "کیا تمہیں کچھ ملا ہے یا تمہارے لیے کچھ کہا گیا ہے؟" ہم نے عرض کیا: ہاں اے اللہ کے رسول! (ہم نے خزیرہ کھالیا ہے) اس اثنا میں جبکہ ہم آپ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے، چرواہے نے رسول اللہ ﷺ کی بکریاں باڑے کی طرف چلائیں اور اس کے پاس بکری کا ایک بچہ بھی تھا جو ممیا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: "ارے کیا جنوایا ہے؟" اس نے کہا ایک بچہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "اب ہمارے لیے اس کے بدلے ایک بکری ذبح کر دو۔" پھر (ہم سے) فرمایا "یہ نہ سمجھنا کہ ہم تمہاری خاطر اسے ذبح کر رہے ہیں۔ (جناب لقیط کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہاں لفظ « تحسبن » سین کے کسرہ (زیر) سے ساتھ ادا فرمایا، فتحہ (زبر) کے ساتھ نہیں)۔ (دراصل) ہماری سو بکریاں ہیں، ہم نہیں چاہتے کہ اس سے بڑھ جائیں۔ تو یہ چرواہا جب بھی کسی بکری کے بچہ جننے کی خبر لاتا ہے تو ہم اس کے بدلے ایک بکری ذبح کر لیتے ہیں۔" لقیط کہتے ہیں کہ (اس

موقع پر) میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری بیوی ہے اور اس کی زبان میں کچھ ہے، یعنی زبان دراز اور بد گو ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا"اسے طلاق دے دو۔" میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کا میرے ساتھ ایک وقت گزرا ہے اور میری اس سے اولاد بھی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا"تو پھر اسے نصیحت کرو۔ اگر اس میں خیر ہوئی تو سمجھ جائے گی۔ اور ایسے مت مارنا جیسے اپنی لونڈی کو مارتے ہو۔" پھر میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے وضو کے بارے میں ارشاد فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا" وضو خوب کامل کیا کرو اور انگلیوں کے درمیان خلال کیا کرو اور ناک میں خوب پانی چڑھایا کرو الا یہ کہ روزے سے ہو۔"[14]

10: حالات کی ناسازگاری اور تعامل نبوی ﷺ میں پنہاں سفارتی اصول

رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ ساری ہی انسانیت کی فلاح کے لیے گزری یہ جذبہ محبت اس قدر تھا کہ ذاتی ضروریات کو بھی پس پشت ڈالتے ہوئے لوگوں کو آسانی پہنچانے کی سعی کی گئی۔ چنانچہ سفارت تناظر میں یہ چیز زیادہ بڑے درجے پر نظر آتی ہے۔

شعیب بن رزیق طائفی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک صاحب کے ہاں بیٹھا جنہیں رسول اللہ ﷺ کی صحبت حاصل تھی۔ انہیں حکم بن حزن کلفی کہا جاتا تھا۔ وہ ہم سے بیان کرنے لگے کہ میں ایک وفد میں رسول اللہ ﷺ کے ہاں حاضر ہوا۔ میں سات میں سے ساتواں یا نو میں سے نواں فرد تھا۔ ہم آپ ﷺ کے پاس آئے تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ کی زیارت کے لیے آئے ہیں، ہمارے لیے دعائے خیر فرمائیے۔ آپ نے ہمارے لیے کسی قدر کھجوروں کا حکم دیا، حالت ان دنوں بہت کمزور تھی۔ ہم آپ کے ہاں کئی دن مقیم رہے۔ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعہ پڑھنے کا موقع بھی ملا۔ آپ ﷺ ایک لاٹھی یا کمان کا سہارا لیے ہوئے کھڑے ہوئے۔ آپ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی۔ آپ کے الفاظ مختصر، پاکیزہ اور بابرکت تھے۔ پھر فرمایا" لوگو! جو احکام تمہیں دیے جاتے ہیں تم ان سب کی طاقت نہیں رکھتے ہو، یا انہیں ہر گز نہیں کر سکتے ہو، لیکن استقامت واعتدال اختیار کرو اور خوش ہو جاؤ۔" جناب ابو علی (لؤلؤی، تلمیذ امام ابوداؤد) کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوداؤدؒ سے سنا، وہ کہتے تھے کہ اس حدیث کا کچھ حصہ مجھے میرے ساتھیوں نے یاد کرایا ہے جو کہ میرے کاغذ سے ضائع ہو گیا تھا۔ متبع سنت علماء صلحاء اور باعمل لوگوں سے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے محبت کرنا نہایت قابل قدر او بلندی درجات کا حامل عمل ہے۔ ایسے لوگوں سے خود باری تعالیٰ محبت کرتا ہے۔ اور روز قیامت ایسے لوگوں کو اللہ عزوجل کا خصوصی سایہ میسر ہو گا۔(**اللهم اجعلنا منهم**) آمین۔(صحیح مسلم حدیث 2566-2527)2۔ اصحاب خیر کی زیارت میسر آئے تو ان سے دعائے خیر کرانی چاہیے یہ مستحب عمل ہے۔3۔ حسب حال مہمانوں کی عمدہ خدمت ان کا حق ہے۔4۔ خطبہ میں عصا وغیرہ لے کر کھڑے ہونا مستحب ہے۔5۔ عام انسانوں کے لئے ناممکن ہے۔ کہ شریعت کے تمام تر احکام پر عمل پیرا ہو سکیں لیکن حسب امکان غفلت وکسل

مندی سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اعمال صالحہ پر استقامت اور میانہ روی کو معمول بنانا ضروری ہے۔6۔ محدثین اپنی شخصی فرد گزاشتیں بھی بیان کر دیا کرتے تھے تاکہ لوگ انہیں معصوم نہ سمجھنے لگیں۔[15]

مندرجہ بالا روایت سے یہ توضیح عیاں ہے کہ سفارت کے تناظر میں کس قدر فراخ دلی کی ضرورت ہے۔

11: باہمی امور پر تبادلہ خیال کا سفارتی پہلو

ویسے تو سفارتی پہلو ہوتے ہی بات چیت اور گفت وشنید کے لیے ہیں لیکن سنجیدہ نوعیت کی گفتگو سے قطع نظر عمومی نوعیت اور تفنن طبع پر بھی خامہ فرسائی ہونی چاہیے۔ جس کو ذیل میں سمجھا جاسکتا ہے۔

سیدنا اوس بن حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم ثقیف کے وفد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ (اس وفد سے) حلیف لوگ سیدنا مغیرہ بن شعبہؓ کے مہمان بن گئے اور (دوسرے) بنی مالک کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک خیمے میں اقامت دی۔ مسدد نے کہا کہ اوس بن حذیفہ اس وفد میں شامل تھے جو ثقیف کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ اوس بن حذیفہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کے بعد ہمارے ہاں روزانہ تشریف لاتے اور بات چیت کرتے تھے۔ ابو سعید نے کہا: آپ اپنے پاؤں پر کھڑے کھڑے باتیں کرتے اور زیادہ دیر کھڑے رہنے کی وجہ سے کبھی ایک پاؤں پر زور دے کر کھڑے ہوتے کبھی دوسرے پر۔ اور آپ ﷺ بالعموم اپنی قوم قریش کے ساتھ بیتے حالات بیان فرمایا کرتے۔ فرماتے "ہم برابر نہ تھے، بلکہ کمزور وناتواں تھے۔ مسدد کے الفاظ ہیں "مکے میں، جب ہم مدینے آگئے تو ہم میں اور ان میں لڑائی شروع ہوگئی۔ کبھی ہم ان پر غالب آتے کبھی وہ۔" ایک رات آپ ﷺ نے اپنے مقررہ وقت پر آنے پر تاخیر کر دی تو ہم نے کہا: آج رات آپ تاخیر سے تشریف لائے ہیں؟ فرمایا "میرا ایک جزء قرآن کا رہتا تھا، میں نے اس کی تلاوت مکمل کیے بغیر آنا پسند نہ کیا۔" اوس کہتے ہیں، میں نے اصحاب رسول ﷺ سے معلوم کیا کہ آپ لوگ قرآن کے حصے کس طرح کرتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ پہلا حصہ تین سورتوں کا، (بقرہ، آل عمران اور نساء) دوسرا حصہ پانچ سورتوں کا (مائدہ سے براۃ تک) تیسرا حصہ سات سورتوں کا (یونس سے نحل تک) چوتھا حصہ نو سورتوں کا (بنی اسرائیل سے فرقان تک) پانچواں حصہ گیارہ سورتوں کا (شعراء سے یسین تک)، چھٹا حصہ تیرہ سورتوں کا (صافات سے حجرات تک) اور ساتواں حصہ مفصل کا (ق سے آخر تک) امام ابو داؤدؒ نے کہا: ابو سعید کی حدیث زیادہ کامل ہے۔[16]

12: مابعد الطبیعات واقعہ سے اخذ اصول

یہ واقعہ تو خاص نوعیت کا ہے البتہ اس سے عمومی نوعیت کا استنباط کیا جاسکتا ہے۔ کہ کیسے یہ نبوی ﷺ مزاج تھا کہ کسی بھی نمائندہ کے ساتھ تعامل کا طریقہ کیا ہونا چاہیے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو اور قضاء حاجت کے لئے (پانی کا) ایک برتن لئے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون صاحب ہیں؟ بتایا کہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ استنجے کے لئے چند پتھر تلاش کر لاو اور ہاں ہڈی اور لید نہ لانا ۔ تو میں پتھر لے کر حاضر ہوا۔ میں انہیں اپنے کپڑے میں رکھے ہوئے تھا اور لا کر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب اسے رکھ دیا اور وہاں سے واپس چلا آیا۔ آپ ﷺ جب قضاء حاجت سے فارغ ہوگئے تو میں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا کہ ہڈی اور گوبر میں کیا بات ہے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس لئے کہ وہ جنوں کی خوراک ہیں۔ میرے پاس نصیبین کے جنوں کا ایک وفد آیا تھا اور کیا ہی اچھے وہ جن تھے۔ تو انہوں نے مجھ سے توشہ مانگا میں نے ان کے لئے اللہ سے یہ دعا کی کہ جب بھی ہڈی یا گوبر پر ان کی نظر پڑے تو ان کے لئے اس چیز سے کھانا ملے۔

یعنی بہ قدرت الٰہی ہڈی اور گوبر پر ان کی اور ان کے جانوروں کی خوراک پیدا ہو جائے۔ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جنات کئی بار حاضر ہوئے۔ ایک بار بطن نخلہ میں جہاں آپ قرآن پڑھ رہے تھے۔ یہ سات جن تھے، دوسری بار جون میں، تیسری بار بقیع میں۔ ان راتوں میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے زمین پر ان کے بیٹھنے کے لئے لکیر کھینچ دی تھی۔ چوتھی بار مدینہ کے باہر اس میں زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ موجود تھے، پانچویں بار ایک سفر میں جس میں بلال بن حارث آپ کے ساتھ تھے، جنوں کا وجود قرآن وحدیث سے ثابت ہے جو لوگ جنات کا انکار کرتے ہیں وہ مسلمان کہلانے کے باوجود قرآن وحدیث کا انکار کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اپنے ایمان کی خیر منانی چاہیے۔[17]

مندرجہ بالا واقعہ اگرچہ خصوصی نوعیت پر دلالت کرتا ہے لیکن اس سے مستخرج اصول البتہ آفاقیت پر دلالت کرتا ہے، گویا خاص واقعہ سے عمومی نوعیت کا اصول ہے۔

13. قیام وطعام کی سہولیات کی فراہمی کا نبوی ﷺ سفارتی اصول

نمائندگان اقوام کی آمد پر جہاں دیگر لوازمات کا اہتمام کیا جائے گا۔ وہیں پر قیام وطعام کی فراہمی کا بھی پورا اہتمام کیا جائے گا ۔ جیسے کہ ذیل کی روایت اس بات پر خوب دلالت کرتی ہے۔

بنو سعد ہذیم قبیلہ قضاعہ کی ایک شاخ تھے۔ اس قبیلہ کے چند حضرات مسجد نبوی میں پہنچے تو دیکھا کہ رسول اکرم ﷺ کسی جنازہ کی نماز پڑھا رہے ہیں یہ لوگ اگرچہ پہلے ہی اسلام قبول کر چکے تھے لیکن انہوں نے نماز جنازہ میں شرکت نہیں کی اور الگ ہو کر بیٹھے رہے۔ حضور نماز جنازہ سے فارغ ہوئے تو ان سے پوچھا "تم کون لوگ ہو؟" انہوں نے عرض کیا کہ ہم سعد ہذیم کے آدمی

ہیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا "کیا تم مسلمان ہو" انہوں نے عرض کیا "ہاں یارسول اللہ ہم آپ پر ایمان لاچکے ہیں اور بیعت کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔" حضور ﷺ نے فرمایا "پھر تم اپنے بھائی کی نماز جنازہ میں شریک کیوں نہ ہوئے۔" انہوں نے عرض کیا "یارسول اللہ ہم سمجھتے تھے کہ بیعت کئے بغیر ہمیں نماز میں شریک ہونے کا حق نہیں ہے۔"

حضور ﷺ نے فرمایا "ایمان لانے اور بیعت کرنے میں کوئی فرق نہیں ہے۔" یہ لوگ اپنے ایک ساتھی ساتھی کو سواریوں کے پاس بٹھا آئے تھے، اتنے میں وہ بھی آگئے اہل وفد نے حضور کو بتایا کہ یہ ہم میں سے کم عمر ہیں اس لئے ہماری خدمت کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا "أصْغَرُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ" (چھوٹا اپنے بڑوں کا خادم ہوتا ہے) اللہ تعالیٰ اسے برکت دے۔ اس کے بعد یہ لوگ رخصت ہونے لگے تو حضور نے انہوں آواز دے کر ٹھہرایا اور فرمایا "آپ لوگ ٹھہریں۔ اتنی جلدی واپسی کی کیا ضرورت ہے۔ چنانچہ یہ وفد تین دن مدینہ منورہ میں ٹھہرا اور حضور ﷺ نے اس کی بے حد خاطر مدارات کی یہ لوگ وطن واپس آگئے تو ان کی تبلیغ سے سارا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔ جس نوجوان کو حضور ﷺ نے دعائے برکت دی تھی وہ کلام اللہ کے عالم اور اپنی قوم کے امام بنے۔

نبی کریم ﷺ کا یہ عمل مبارک سفارتی اصول و اسالیب مرتب کرنے میں ایک عمدہ زاویہ فراہم کرتا ہے۔ جس سے خارجہ تعلاقات میں بہتری کے بہت زیادہ مواقع ہیں۔

خلاصہ کلام

آخر میں، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں وفد کے رہنماؤں کی طرف سے مہمان نوازی کا مظاہرہ ان کی زندگی کے ارد گرد سماجیات کے اطلاقی پہلوؤں کے بارے میں گہری بصیرت پیش کرتا ہے۔ تاریخی بیانات اور بیانات کے باریک بینی سے تجزیہ کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مہمان نوازی محض ایک ثقافتی عمل نہیں تھا بلکہ ایک گہری جڑی ہوئی سماجی قدر تھی جس نے باہمی احترام، تعاون اور سفارت کاری کو فروغ دیا۔ وفود کی میزبانی میں پیغمبر اسلام کا اپنا مثالی طرز عمل مہمان نوازی کی اہمیت کو پل بنانے، تعلقات کو مضبوط بنانے اور متنوع برادریوں کے درمیان افہام و تفہیم کو فروغ دینے کے ایک ذریعہ کے طور پر ظاہر کرتا ہے۔ مزید برآں، ان تعاملات میں شامل باہمی احترام اعتماد اور یکجہتی کے بندھن کو مضبوط بنانے میں باہمی احترام اور سخاوت کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔ ان مثالوں کو تلاش کرنے سے، ہم ابتدائی اسلامی معاشرے میں سماجی حرکیات کے لیے گہری تعریف حاصل کرتے ہیں، جہاں مہمان نوازی سماجی ہم آہنگی اور برادری کی ہم آہنگی کی بنیاد کے طور پر کام کرتی تھی۔ مزید برآں، یہ مطالعہ بین الثقافتی مکالمے، رواداری اور تعاون کے مسائل سے نبرد آزما معاصر معاشروں کے لیے قابل قدر

اسباق فراہم کرتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں وفد کے رہنماؤں کی طرف سے مہمان نوازی کا مظاہرہ سماجی تعلقات کی تشکیل اور امن کو فروغ دینے میں سخاوت، ہمدردی، اور شمولیت کی تبدیلی کی طاقت کا ایک لازوال نمونہ ہے۔ جیسا کہ ہم ان تاریخی نظیروں پر غور کرتے ہیں، ہمیں اپنی جدید دنیا کی پیچیدگیوں کو نیویگیٹ کرنے میں ان اصولوں کی پائیدار مطابقت کی یاد دلائی جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حواشی وحوالہ جات

[1] محمد جواد ندیم، **عہد خلافت راشدہ کا سیاسی نظام** (ملتان: جامعہ علوم الاسلامیہ، 2008)29

Muḥammad Jawad Nadeem, *Ahad e Khilafate rashidah siyasi Nizaam* (Multan: Jāmi'ah Uloom Islāmiyah, 2008) 29

[2] الطبري، أبو جعفر محمد بن جرير. **تاريخ الطبري**, تحقيق محمد أبو الفضل إبراهيم. (بيروت لبنان: دار الحکمہ، 1425)65

al-Ṭabarī, Abū Jaʿfar Muḥammad ibn Jarīr. ,Tārīkh al-Ṭabarī. Taḥqīq Muḥammad Abū al-Faḍl Ibrāhīm. (Bayrūt, Lubnān: Dār al-Ḥikmah, 1425 H / 2004 M), p. 65.

[3] عطاء اللہ احسان، یاسین نور الحسن، **قدرتی غذاؤں سے مہمان نوازی**(کراچی: مکتبہ بیت العلم، اردو بازار، 2009)77

'Aṭā Allāh Iḥsān, Yāsīn Nūr al-Ḥasan, *Qudratī Ghadhā'on se Mehmān Nawāzī* (Karāchī: Maktabah Bayt al-'Ilm, Urdu Bāzār, 2009) 77

[4] ابن سعد، أبو عبد اللہ محمد. **کتاب الطبقات الکبری**،(بیروت: دار صادر تحقیق إدوارد ساخاو، 1996).67

Ibn Saʿd, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad. *Kitāb al-Ṭabaqāt al-Kubrā* ،(Bayrūt: Dār Ṣādir, Taḥqīq Edward Sachau, 1996), p. 67.

[5] الواقدي، محمد بن عمر. **كتاب المغازي**.(تحقيق مارسدن جونز. أكسفورد: جامعة أكسفورد، 1966)، 67

al-Wāqidi, Muḥammad ibn ʿUmar. Kitāb al-Maghāzī. (Taḥqīq Marsden Jones. Oxford: Jāmiʿat Oxford, 1966), p. 67.

[6] البخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبد اللہ، **الجامع الصحیح البخاری**(لاہور، دار السلام، 2008)، رقم الحدیث:53

Al-Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, Abū 'Abdullāh, *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Lāhaur: Dār al-Salām, 2008), Number of Ḥadīth: 53

[7] البخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح البخاری**، رقم الحدیث:2307

Al-Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Number of Ḥadīth: 2307

[8] البخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح البخاری**،، رقم الحدیث4365

Al-Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Number of Ḥadīth: 4365

[9] مسلم بن الحجاج، ابو الحسن، **صحیح المسلم**،(بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1435ھ) رقم الحدیث:5822

Muslim bin al-Ḥajjāj, Abū al-Ḥasan, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Bayrūt: Dār Iḥyā' al-Turāth al-'Arabī, 1435 H), Number of Ḥadīth: 5822

10 قشیری، مسلم بن حجاج، **صحیح مسلم**، رقم الحدیث:742

Qushayrī, Muslim bin Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, Number of Ḥadīth: 742

11 النسائی، احمد بن شعیب، **سنن نسائی**(لاہور، اسلامی اکادمی، 2014)رقم الحدیث:3789

Al-Nasā'ī, Aḥmad bin Shu'ayb, *Sunan al-Nasā'ī* (Lāhaur: Islāmī Akādīmī, 2014), Number of Ḥadīth: 3789

12 النسائی، عبد الرحمن بن شعیب، **سنن نسائی**، رقم الحدیث:4178

Al-Nasā'ī, 'Abd al-Raḥmān bin Shu'ayb, *Sunan al-Nasā'ī*, Number of Ḥadīth: 4178

13 النسائی، عبد الرحمن بن شعیب، **سنن نسائی**، رقم الحدیث:4178

Al-Nasā'ī, 'Abd al-Raḥmān bin Shu'ayb, *Sunan al-Nasā'ī*, Number of Ḥadīth: 4178

14 ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، السجستانی، **سنن ابی داؤد**(بیروت: المکتبۃ العصریۃ، بیروت، 1425ھ)رقم الحدیث:142

Abū Dāwūd, Sulaymān bin Ash'ath al-Sijistānī, *Sunan Abī Dāwūd* (Bayrūt: al-Maktabah al-'Aṣriyyah, Bayrūt, 1425 H), Number of Ḥadīth: 142

15 السجستانی، سلیمان بن اشعث ابوداود، **سنن ابی داؤد**، رقم الحدیث:1096

Al-Sijistānī, Sulaymān bin Ash'ath Abū Dāwūd, *Sunan Abī Dāwūd*, Number of Ḥadīth: 1096

16 السجستانی، سلیمان بن اشعث ابوداود، **سنن ابی داؤد**، رقم الحدیث:1393

Al-Sijistānī, Sulaymān bin Ash'ath Abū Dāwūd, *Sunan Abī Dāwūd*, Number of Ḥadīth: 1393

17 البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری،، رقم الحدیث:3860

Al-Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Number of Ḥadīth: 3860